



محرم الحرام کی فضیلت:

ماہ محرم الحرام اسلامی سن ہجری کا پہلا مہینہ ہے جس کی بنیاد نبی کریم ﷺ کے واقعہ ہجرت پر ہے۔ اس اسلامی سن کا تقرر اور آغاز استعمال ۱۸ ہجری میں عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ہوا۔ اس لحاظ سے یہ مہینہ تاریخی اہمیت کا حامل ہے لیکن سوال یہ ہے کہ کیا شہادت حسین رضی اللہ عنہ کا اس مہینے کی حرمت سے کوئی تعلق ہے؟ خیال رہے کہ اس مہینے کی حرمت کا سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے واقعہ شہادت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ مہینہ اس لئے قابل احترام ہے کہ اس میں سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کا واقعہ دنگداز پیش آیا۔ یہ خیال بالکل غلط ہے۔ یہ واقعہ شہادت تو نبی کریم ﷺ کی وفات سے پچاس سال بعد پیش آیا جبکہ اس بات سے ہر مسلمان بخوبی واقف ہے کہ دین اسلام نبی کریم ﷺ کی زندگی ہی میں مکمل ہو گیا تھا۔ فرمان الہی ہے۔

الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتِمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا (المائدہ-۳)

آج میں نے تمہارے لئے دین کو مکمل کر دیا اور تم پر اپنا انعام کامل کر دیا اور تمہارے لئے اسلام کے دین ہونے پر رضامند ہو گیا ہوں۔

مکمل دین کے بعد کوئی ایسا کام کرنا جس کا نہ تو شریعت اسلامیہ سے کوئی تعلق ہو اور نہ نبی کریم ﷺ سے کوئی نسبت ہو، سراسر غلط اور ناجائز ہے۔ اس لئے یہ تصور اس آیت قرآنی کے سراسر خلاف ہے۔ پھر خود اسی مہینے میں اس سے بڑھ کر ایک اور واقعہ شہادت پیش آیا تھا یعنی کیم محرم کو خلیفہ ثانی عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شہادت کا واقعہ

ارضین حدیث نمبر (۳۱۹۷) صحیح مسلم: کتاب القسامۃ والحجارتین باب تعلیظ الدماء والاغراض والا موال (۳۳۸۳) ان مہینوں کو حرمت والا اس لئے کہتے ہیں کہ ان میں ہر ایسے کام سے جو فتنہ و فساد اور اسن عامہ کی خرابی کا باعث ہو، بالخصوص منع فرمایا ہے۔ مثلاً آپس میں لڑائی جھگڑا اور ظلم و زیادتی وغیرہ تا فرمانی کے کام کر کے اپنی جانوں پر ظلم کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ ان حرمت والے مہینوں میں قتال کر کے ان کی حرمت پامال کر کے اللہ کی تا فرمانی کا

”تم نے اسلام کو بدل ڈالنے والی بہت سی رسمیں اپنا رکھی ہیں مثلاً تم دسویں محرم کو باطل قسم کے اجتماع کرتے ہو کئی لوگوں نے اس دن کو نوحہ و ماتم کا دن بنا لیا ہے..... کیا ہوا جو حسینؑ اس دن مظلومانہ شہید کئے گئے تو وہ کونسا دن ہے جس دن کوئی نہ کوئی اللہ کا نیک بندہ فوت نہیں ہوا“۔ شاہ ولی اللہ

ارحکاب نہ کر دو۔ ہاں اگر کفار ان مہینوں میں بھی تمہیں لڑنے پر مجبور کر دیں تو لڑائی کرنا درست ہی نہیں بلکہ فرض بھی ہے جیسا کہ موجودہ دور میں ہر جگہ مسلمانوں پر کفار کی یلغاریں ہو رہی ہیں تو اس صورت میں حرمت والے مہینوں میں بھی لڑنا ضروری ہو جاتا ہے۔

ان الحمد للہ وحده والصلوة والسلام علی من لا نبی بعده اما بعد: فرمان الہی ہے۔

إِنَّ عِدَّةَ الشُّهُورِ عِنْدَ اللَّهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِي كِتَابِ اللَّهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ذَلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ فَلَا تَغْلِبُوا فِيهِنَّ أَنْفُسَكُمْ وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِينَ كَافَّةً كَمَا يُقَاتِلُونَكُمْ كَافَّةً وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ (التوبہ: ۳۶)

مہینوں کی تعداد اللہ کے نزدیک کتاب اللہ میں بارہ ہے۔ اسی دن سے جب سے اس نے آسمان وزمین کو پیدا کیا۔ ان میں چار مہینے ادب و احترام والے ہیں۔ یہی سیدھا درست دین ہے۔ تم ان مہینوں میں اپنی جانوں پر ظلم نہ کرو اور تم تمام مشرکوں سے جہاد کرو جیسے کہ وہ سب تم سے لڑتے ہیں اور جان رکھو کہ اللہ متقین کے ساتھ ہے۔

مذکورہ بالا آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ اللہ کے نزدیک مہینوں کی تعداد بارہ ہے۔ جن میں سے چار حرمت والے ہیں اس بات کی وضاحت نبی کریم ﷺ نے یوں فرمائی

إِنَّ الزَّمَانَ قَدْ اسْتَدَارَ كَهَيْئَتِهِ يَوْمَ خَلَقَ اللَّهُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ السَّنَةُ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ثَلَاثُ مَوَالِيَتٍ ذُو الْقَعْدَةِ وَذُو الْحِجَّةِ وَالْمُحَرَّمِ وَرَجَبٌ

زمین و آسمان کی تخلیق کے دن سے زمانہ گردش میں ہے۔ سال بارہ مہینوں کا ہے جن میں سے چار حرمت والے ہیں۔ تین مسلسل ہیں۔ ذوالقعدہ، ذوالحجہ اور محرم جبکہ ایک مہینہ رجب ہے۔

(صحیح البخاری کتاب بدء الخلق باب ما جاء في سبع)

دو دنوں روزے رکھنے چاہئیں تو محمد شہن کا ایک اصول یہ بھی ہے کہ راوی حدیث کا اس روایت سے افہواستہلا زیادہ معتبر ہے تو ۱۰۹۰ محرم دونوں کے روزے رکھنے صحیح و درست ہیں۔

۱۔ ۱۰ محرم کا روزہ آپ ﷺ نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے نجات پانے کی خوشی میں رکھا تھا اور صحیح حدیث میں واضح طور پر اعلان کیا فَنَحْنُ احقُّ والولی بموسىٰ منکم اور اس امر سے آپ کی دستبرداری مروی نہیں لہذا اس اعتبار سے ۱۰ محرم کا روزہ بہر حال مسنون ہے۔

۲۔ کسی دن کی تاریخی حیثیت کو بدلا نہیں جاسکتا بصورت دیگر اس کی مقررہ فضیلت و ثواب سے محروم ہونا لازم آتا ہے۔

قابل عمل صورت:

عاشوراء محرم کے روزے سے فیض یاب ہونے والے کے لئے درج ذیل صورت قابل عمل ہے۔ عاشوراء (دس محرم کے روزے سے پہلے ۹ محرم کا روزہ یا ۱۰ اور ۱۱ محرم پے در پے تین روزے رکھ لئے جائیں۔

ماہ محرم اور مروجہ بدعات و رسومات:

واقعہ کربلا نبی کریم ﷺ کی وفات اور دین محمدی ﷺ کی تکمیل کے تقریباً ۵۰ سال بعد پیش آیا۔ ایک تاریخی سانحہ ہے لیکن واقعہ شہادت حسین رضی اللہ عنہ کی وجہ سے شیطان کو بدعتوں اور مذلتوں کے پھیلانے کا موقع مل گیا چنانچہ کچھ لوگ ماہ محرم کا چاند نظر آتے ہی اور بالخصوص دس محرم میں نام نہاد مجتہد کی بنیاد پر سیاہ پکڑے زیب تن کرتے ہیں۔ سیاہ جھنڈے بلند کرتے ہیں۔ نوحہ و ماتم کرتے ہیں۔ تعزیئے اور تابوت بناتے ہیں۔ منہ پٹیتے اور روتے چلاتے ہیں۔ بھوکے پیاسے رہتے ہیں۔ ننگے پاؤں بھرتے ہیں۔ گرمی ہو یا سردی جو تا نہیں پہنتے۔ نوحہ اور مرنے پڑھتے ہیں۔ عورتیں بدن سے زیورات اتار دیتی ہیں۔ ماتمی جلوس نکالے جاتے ہیں۔ زنجیروں اور چھریوں سے خود کو زخمی کیا جاتا ہے۔ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ اور دیگر شہداء کی نیاز کا شربت پتلا جاتا ہے۔ پانی کی سٹیلیں لگائی جاتی ہیں۔ (حالانکہ اس دن روزہ رکھنا نبی کا مسنون اور افضل عمل ہے جیسا کہ پیچھے مذکور ہے) عاشوراء محرم کے دوران شادی و خوشی کی قہار یہ نہ کرنا (جبکہ شریعت محمدی میں اس کی کوئی ممانعت نہیں ورنہ باقی سارا سال بھی دیگر

وَقَوْمَهُ فَصَامَهُ مُوسَىٰ شُكْرًا فَنَحْنُ نَصُومُهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَحْنُ أَحَقُّ وَأَوْلَىٰ بِمُوسَىٰ مِنْكُمْ فَصَامَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَمَرَ بِصِيَابِهِ

نبی کریم ﷺ مدینہ تشریف لائے اور یہود کو عاشوراء (دس محرم) کا روزہ رکھنے ہوئے پایا۔ آپ نے ان سے کہا 'یہ کون سا دن ہے جس کا تم روزہ رکھتے ہو۔ انہوں نے کہا 'یہ بڑا عظیم دن ہے۔ اللہ نے اس دن موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کو نجات دی۔ فرعون اور اس کی

اگر بعد میں ہونے والی اہل اہل شہادتوں کی شرعاً کوئی حیثیت ہوتی تو شہادت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اس لائق تھی کہ اہل اسلام اس کا اعتبار کرتے۔

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت ایسی تھی کہ اس کی یاد منائی جاتی جبکہ یہ تمام واقعات تکمیل دین کے بعد پیش آئے ہیں۔ نہ تو نبی ﷺ کا یوم وفات صحابہ نے کبھی منایا اور نہ باقی خلفاء و صحابہ کا یوم شہادت منایا گیا۔ اس لئے ان شخصیات کی یاد میں مجالس عزائیم مخصوص کرنا اور قائم کرنا دین میں اضافہ کرنا ہے جس کی قطعاً جائز نہیں۔

حضرت حسینؑ کی مثال تو ہمارے حکمران اور سیاستدان بڑھ چڑھ کر دیتے ہیں کہ وہ باطل کے آگے نہیں جھکے لیکن آج وقت کے غیر متنازعہ فرعون امریکہ کے آگے خود انہوں نے جو سر جھکائے ہوئے ہیں، اس پر غور نہیں کیا جاتا

محرم الحرام میں مسنون عمل:

ماہ محرم میں مسنون عمل بالخصوص روزے ہیں۔ نبی کریم ﷺ کا معمول تھا کہ آپ ﷺ ماہ محرم میں بکثرت روزے رکھتے تھے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی اس مہینے میں روزے رکھنے کی ترغیب دلاتے جیسا کہ حدیث نبوی میں رمضان کے علاوہ نقلی روزوں میں محرم کے روزوں کو افضل قرار دیا گیا ہے فرمان نبوی ہے (افضل الصیام بعد رمضان شهر الله المحرم) ماہ رمضان کے بعد افضل ترین روزہ اللہ کے مہینے محرم کے روزے ہیں۔ (صحیح مسلم کتاب الصیام باب فضل صوم المحرم حدیث ۱۱۲۳۔ ۲۷۵۵)

عاشوراء محرم کے روزے کی

فضیلت:

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدِمَ الْمَدِينَةَ فَوَجَدَ الْيَهُودَ صِيَامًا يَوْمَ عَاشُورَاءَ فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا هَذَا الْيَوْمَ الَّذِي تَصُومُونَهُ فَقَالُوا هَذَا يَوْمٌ عَظِيمٌ أَنْجَى اللَّهُ فِيهِ مُوسَىٰ وَقَوْمَهُ وَغَرَّقَ فِرْعَوْنَ

(لَئِنْ بَقِيتُ إِلَىٰ قَابِلٍ لِّلصَّوْمِ النَّاسِيعِ) اگر میں آئندہ سال زندہ رہا تو میں ضرور ۹ تاریخ کا روزہ رکھوں گا (صحیح مسلم کتاب الصیام باب ای یوم یصام فی عاشوراء؟ حدیث ۱۱۳۴) لیکن آئندہ محرم سے پہلے ہی آپ ﷺ اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔

حدیث ثلث بقیت الی قابل کے راوی عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا قول مصنف عبدالرزاق اور بیہقی میں موجود ہے جس سے یہی مفہوم بنتا ہے کہ ۹ اور ۱۰ محرم

جید صحابہ کی شہادت کے سوگ مناتے گزر جائے گا) شہادت کا سوگ ہر سال منانا یہی نہیں بلکہ عظیم صحابہ و اسلاف کو گالیاں دینا، طعن و تحقیر کا نشانہ بنانا اور دیگر مختلف قسم کی خود ساختہ خرافات ان صحابہ و اسلاف کی طرف منسوب کرنا اور ان بے گناہ لوگوں کو اپنی لپیٹ میں لے لینا جو دین اسلام کے اولین راوی ہیں جن کے بغیر دین اسلام کا کوئی شعبہ مکمل نہیں ہوتا، جنہیں واقعات کر بلا سے دور و نزدیک کا بھی کوئی تعلق نہیں تھا۔ پھر واقعہ کر بلا کی جو کتابیں پڑھی جاتی ہیں وہ زیادہ تر اکاذیب و باطل کا مجموعہ ہیں جن کا مقصد فتنہ و فساد کے نئے دروازے کھولنا اور امت میں پھوٹ ڈالنا ہے۔ کچی بات تو یہ ہے کہ یہ تمام بدعات و خرافات ایک خاص مذہب کی ترویج و تبلیغ اور اس کو سہارا دینے کے لئے ایک سوچی سمجھی پلاننگ کا نتیجہ ہیں جن کی اوادائیگی میں امن عامہ قائم نہیں رہ سکتا جیسا کہ سب جانتے ہیں اسلام امن و آشتی کا دین ہے۔ دیکھا دیکھی ہمارے اہل سنت ہمایوں نے بھی اس نسبت سے ایسے کام شروع کر دیے جن کا شریعت اسلامیہ میں کوئی وجود نہیں جو سر اسر بدعات و منکرات پر مبنی امور ہیں جن کی دین اسلام قطعاً اجازت نہیں دیتا۔ یہ حضرات اپنے زعم میں اس مینے کا احترام کرتے ہوئے اس کی تقدیس و احترام کو پامال کر دیتے ہیں اور ثواب حاصل کرنے کی بجائے گناہوں کا بوجھ اپنے اوپر مسلط کر لیتے ہیں اور گنہگار بن کر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے نامافانوں کی لسٹ میں اپنا نام درج کروا لیتے ہیں۔ زیر نظر مضمون میں نیک نیتی کی بنا پر انہی بدعات و خرافات سے نقاب کشائی کی گئی ہے تاکہ حقیقت حال سے عام واقفیت رکھنے والے ہمارے بھائی اصل حقیقت سے روشناس ہو جائیں اور اہل ایمان کا لباس تقویٰ اور ان کی روانے ایمان ان منوس کانوں میں اچھنے نہ پائے اور ان کا یہ نورانی لباس بفضل اللہ تعالیٰ ہمیشہ کے لئے ایسے بد فہمیہ دانغ و جہوں سے محفوظ رہے۔ کسی فرقہ و گردہ کی دل آزاری قطعاً مقصود نہیں البتہ جو کوئی قرآن و سنت کی زد میں آجائے اس کو اپنے بارے میں خود سوچنا چاہئے۔ اپنے انداز فکر کو قرآن و سنت کے مطابق تبدیل کرنا چاہئے کہ اسی میں دنیا و آخرت کی کامیابی ہے۔

ماہ محرم الحرام میں عام دستور و رواج کے مطابق شہادت حسین رضی اللہ عنہ اور واقعات کر بلا کے حوالہ سے بازاروں و دکانوں 'ریڈیو' ٹی وی اور دیگر مجالس میں لوگوں کے سامنے کھڑے ہوئے 'موضوعہ اور ضیفہ من گھڑت خود ساختہ

داستانیں اور قصے بڑی رنگ آمیزی سے بیان کئے جاتے ہیں جس میں وہ خود بھی روتے ہیں اور سننے والوں کو بھی رلاتے ہیں۔ ذاکرین تو اس ضمن میں جو کچھ کرتے ہیں وہ کسی پہ مخفی نہیں لیکن بد قسمتی سے بہت سے اہل سنت کے واعظین خوش گفتار اور خطیب حضرات گرمی محفل اور عوام سے داد و تحسین وصول کرنے کیلئے ان واقعات کا تذکرہ کرتے ہیں جو ذاکرین کی مخصوص ایجاد اور ان کی انفرادیت کے غماز ہیں۔ سنی عوام گریہ و زاری 'آہ و بکا' کا وہی منظر پیش کرتے ہیں جو ان کی مجالس سے زیادہ مختلف نہیں ہوتا۔ سب سے زیادہ افسوس کی بات یہ ہے کہ جو لوگ کر بلا کا فسانہ اور شبید مظلوم کی خود ساختہ داستانیں اور ان پر پانی بند ہونے کے جھوٹے قصے لوگوں کو سنتے سنااتے ہیں وہی محرم کے مینے

حضرت حسینؑ جن بدعات و خرافات سے روکتے تھے 'آج النابی کو حضرت حسینؑ سے محبت کا معیار بنالیا گیا

شریعت کے منکر اور قسم قسم کے کانوں سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔ شہادت تو ایک انمول اعزاز کو کہتے ہیں جس پر سیدنا حسین رضی اللہ عنہ فائز ہوئے۔ شبید زندہ ہوتا ہے نہ کہ مردہ

ہمارے بہت سے سنی بھائی بہن رافضی حضرات کی دیکھا دیکھی بھی اور کچھ ان کے وسیع پروپیگنڈے کے شکار ہو کر بھی درج ذیل بدعات کا رچکاب کرتے ہیں۔

۱۔ مجالس شہادت جن میں سنی عوام گریہ و زاری کا وہی منظر پیش کرتے ہیں جو مجالس روافضی سے زیادہ مختلف نہیں ہوتا۔

۲۔ ریڈیو۔ ٹی وی اور دیگر مجالس میں سنی گوئیے نوے اور مرتبے پڑھتے ہیں۔

۳۔ محرم کی دس تاریخ کو چولہے اوندھے کر دیے جاتے ہیں۔

۴۔ نوییای عورتیں یوم عاشوراء اپنے اپنے سینکے میں گزارتی ہیں۔

۵۔ زیورات کا پہننا شہادت حسین رضی اللہ عنہ کے فم میں ترک کر دیتی ہیں۔

اس کے علاوہ تو ہم پرست لوگوں نے اور بھی بہت سے باطل خیال قائم کر لئے ہیں۔ مثلاً مینے کے پہلے دس

دنوں میں اگر کوئی اپنی بیوی سے ہم بستری کرے گا تو اولاد منوس ہوگی یا ناقص العقل ہوگی۔ شادی ہو تو مبارک نہ ہوگی۔ کچھ اس قسم کا خیال عرب کے جاہل لوگوں کا تھا۔ دو ماہ شوال کے مینے کو منوس سمجھتے تھے اور اس میں شادی نہیں کرتے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے ان کے اس خیال باطل کو توڑنے کے لئے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے شادی ماہ شوال میں کی اور محنتی بھی مینے میں ہوئی۔ اسلام میں اس قسم کی مشقتوں کو کوئی حتمی کٹش نہیں ہے۔ دوسری طرف ایسے حضرات کو عاشوراء محرم کے دوران شادیاں بھی کرنی چاہئیں جیسا کہ ان کے بیان کردہ افسانوں کے مطابق سیدنا قاسم کی مہندی میدان کر بلا میں عاشوراء کی شب لائی گئی تھی جبکہ معلوم ہوتا چاہئے کہ دو ماہ اور دہائی کی رسم مہندی ایک خالفتا ہندی رسم ہے۔ عرب کے علاقوں میں آج بھی مہندی نام کی کوئی رسم نہیں پائی جاتی۔ اسلام میں کسی بھی شخص کی موت یا شہادت پر تین دن سے زیادہ کا سوگ نہیں۔ ماسوائے بیوہ عورتوں کے۔ وہ اپنے خاندانوں کی اموات و شہادت پر چار ماہ دس دن سوگ کے لئے زیب و زینت کو ترک کرتی ہیں لیکن اس سوگ کا ہر سال اعادہ نہیں کرتیں۔

ماہ محرم کے حوالہ سے ایک اور کام جس کا قرآن وحدیث میں کوئی ثبوت نہیں ہے 'بکیاں' ٹھوٹھیاں بھرنا ہے 'معلوم نہیں اس چیز کا شہادت حسین رضی اللہ عنہ سے کیا تعلق درشت ہے۔ دس محرم کا سورج طلوع ہوتے ہی عورتیں اور مرد ان کیوں میں لسی یا دودھ ڈالتے ہیں۔ ٹھوٹھیاں میں ملوہ یا کھیر بھرتے ہیں اور بچوں میں ہانٹا شروع کر دیتے ہیں۔ کچھ حضرات مٹی کے کچے پیالے لے کر ان میں کھیر ڈال کر ہانٹتے ہیں۔ کچھ حلیم کی دلیلیں پکا کر تقسیم کرتے ہیں۔ ماہ محرم میں ایک اور خلاف شرع کام یہ کیا جاتا ہے کہ محرم کے آغاز سے ہی قبروں کی لیپا پونی کا کام شروع ہو جاتا ہے۔ جوں جوں ۱۰ محرم قریب آتا جاتا ہے 'قبرستانوں میں رونق کے اندر اضافہ ہو جاتا ہے۔ ۱۰ محرم کا سورج طلوع ہوتے ہی لوگ جوان بہو 'بٹیوں کو لے کر قبرستانوں کی جانب نکل پڑتے ہیں۔ بچوں اور اگر بچیوں کے سال لگائے جاتے ہیں۔ قبروں کی لیپا پونی کی جاتی ہے۔ ان پر مرد وزن اکٹھے مٹی ڈالتے ہیں جس سے کئی ایک غیر شرعی قباحتیں لازم آتی ہیں مثلاً بے پردگی 'محرم کے بغیر گھر سے نکلا وغیرہ۔ پھر مٹی ڈالنے کے بعد قبر پر کھڑے ہو کر شیرینی تقسیم کی جاتی ہے۔ اور کہا جاتا ہے اگر کوئی مٹی ڈالنے کے بعد شیرینی تقسیم نہ کرے تو قبر والے پر بوجھ رہتا ہے۔

یہ سب من گھڑت اور بدعات و خرافات پر مبنی افعال ہیں۔ قبروں کی زیارت کا حکم تو نبی ﷺ نے اس لئے دیا ہے کہ اس سے آخرت کی یاد تازہ ہوتی رہے۔ اگر وہاں پر اس قدر پر رونق مہاں پیدا کیا جائے تو بلاشبہ یہ شرعی مقصد فوت ہو جاتا ہے۔ اور شریعت اسلامیہ نے قبروں کی زیارت کے لئے کوئی خاص دن بھی مقرر نہیں کیا لہذا کسی خاص دن میں زیارت کو مقید کر دینا بھی شریعت اسلامیہ کے منافی عمل ہے۔ خستہ قبر کو درست تو کیا جاسکتا ہے لیکن اس کے لئے کوئی دن مقرر کرنا یا نہیں چننے کرنے کی کسی صورت اجازت نہیں۔ دنیا میں جنت البقیع بہترین قبرستان ہے۔ دور نبوی ﷺ یا دور صحابہ رضی اللہ عنہم میں کبھی وہاں دس محرم کو اس طرح میلہ نہیں لگایا گیا اور نہ مٹی اور پھول ڈالنے کا اہتمام کیا گیا۔

یہ سب من گھڑت اور بدعات و خرافات پر مبنی افعال ہیں۔ قبروں کی زیارت کا حکم تو نبی ﷺ نے اس لئے دیا ہے کہ اس سے آخرت کی یاد تازہ ہوتی رہے۔ اگر وہاں پر اس قدر پر رونق مہاں پیدا کیا جائے تو بلاشبہ یہ شرعی مقصد فوت ہو جاتا ہے۔ اور شریعت اسلامیہ نے قبروں کی زیارت کے لئے کوئی خاص دن بھی مقرر نہیں کیا لہذا کسی خاص دن میں زیارت کو مقید کر دینا بھی شریعت اسلامیہ کے منافی عمل ہے۔ خستہ قبر کو درست تو کیا جاسکتا ہے لیکن اس کے لئے کوئی دن مقرر کرنا یا نہیں چننے کرنے کی کسی صورت اجازت نہیں۔ دنیا میں جنت البقیع بہترین قبرستان ہے۔ دور نبوی ﷺ یا دور صحابہ رضی اللہ عنہم میں کبھی وہاں دس محرم کو اس طرح میلہ نہیں لگایا گیا اور نہ مٹی اور پھول ڈالنے کا اہتمام کیا گیا۔

۱۔ تفہیم: ۶۹/۲۸۸۔ طبع حیدر آباد سندھ ۱۹۷۰ء

۲۔ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ ۳۵۴ ہجری کے واقعات میں ماتمی جلوسوں کے سلسلے میں لکھتے ہیں۔ ترجمہ: یہ (ماتمی مجالس وغیرہ) کی رسمیں اسلام میں ان کی کوئی ضرورت نہیں۔ واقعتاً اگر یہ اچھی چیز ہوتی تو خیر القرون اور اس امت کے ابتدائی اور بہتر لوگ اس کو

ضرور کرتے۔ وہ اس کے سب سے زیادہ اہل تھے۔ (بات یہ ہے) کہ اہل سنت (سنت نبوی کی) اقتداء کرتے ہیں۔ اپنی طرف سے بدعتیں نہیں گھڑتے۔ (الہدایہ والنہایہ ۲۷۱/۱)

شاہ اسماعیل شہید رحمہ اللہ نے اپنی کتاب صراط مستقیم صفحہ ۵۹ پر تحریر فرمایا ہے۔ (فارسی عبارت کا خلاصہ یہ ہے)

پاک و ہند میں تعزیہ سازی کی جو بدعت رائج ہے یہ شرک تک پہنچا دیتی ہے کیونکہ تعزے میں سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی قبر کی شبیہ بنائی جاتی ہے اور پھر اس کو سجدہ کیا جاتا ہے اور وہ سب کچھ کیا جاتا ہے جو بت پرست اپنے بتوں کے ساتھ کرتے ہیں۔ اور ان معانی میں یہ پورے طور پر بت پرستی ہے۔ (اعازنا اللہ منہ)

امام احمد رضا خان صاحب بریلوی

ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں۔

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و خلفائے سرطین

رسومات محرم پر سلف علماء کرام

رحمہم اللہ کا تبصرہ:

۱۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ترجمہ: اسے بنی آدم تم نے اسلام کو بدل ڈالنے والی بہت سی

ذیل میں۔ ۱۔ بعض اہل سنت و جماعت عشرہ محرم میں نہ تو دن بھر روٹی پکاتے ہیں اور نہ جھاڑ دیتے ہیں اور کہتے ہیں بعد و قن تعزیہ روٹی پکائی جائے گی۔

۲۔ ان دس دنوں میں کپڑے نہیں بدلنے۔ ۳۔ ماہ محرم میں کوئی شادی بیاہ نہیں کرتے۔ ۴۔ ان ایام میں سوائے امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما کے کسی کی نیاز فاتحہ نہیں دلاتے۔ یہ جائز ہے یا ناجائز۔ (جنود و جبروا) جواب: پہلی تین باتیں سوگ ہیں سوگ حرام ہے اور چوتھی بات جہالت ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (حوالہ احکام شریعت مسئلہ نمبر ۱۵۰۔ محرم الحرام ۱۳۴۸ھ)

دعوت فکر:

محرم و محترم قارئین! یہ قانون فطرت ہے کہ ہر ایک چیز نے فنا ہونا ہے اور ہر ایک شے جس نے موت کا منظر دیکھتا ہے اور اس سے کسی کو انکار نہیں خواہ کوئی نبی ہو یا ولی۔

الموت کلاس کل ناس شاربوہا

والقبر باب کل ناس داخلوها

لیکن بعض اموات ایسی ہوں گی کہ اور پریشان کن ہوتی ہیں جن کے حزن و ملال کی داستان الفاظ سے نہیں بیان کی جاسکتی اور ایسے اندوہناک حادثات کے احساس و شعور کو تعبیر کرنے سے زبان و قلم عاجز ہوتے ہیں۔ صرف ایک ہی حکم ہے جس سے ان احساسات کی تعبیر ممکن ہے اور وہ یہ حکم ہے جسے مسلمان اپنے رب کے حکم کی تعمیل میں ایسے موقعوں پر بار بار دہراتے ہیں۔ اور وہ یہ ہے کہ انا لله وانا اليه راجعون۔ یعنی اس صدمہ کے احساسات کو تعبیر کرنے اور اس کے اثرات کو زائل کرنے کے لئے مل شانہ نے ایک نسخہ کیا بتایا ہے جس میں انسانی زندگی کی حقیقت مضمر ہے کہ انسان کی آمد و رفت تمام کچھ اللہ ہی کے لئے ہے۔ لیکن افسوس! کہ بعض نفس پرست لوگوں نے اللہ کے اس بتائے ہوئے نسخہ کو چھوڑ کر اپنے زخموں کی مرہم کرنے کے لئے نئے نئے طریقے ایجاد کر لئے ہیں۔ ان متفرق طریقوں سے ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ بعض لوگ محبت اور غلو عقیدت یا کبر و فریب اور دھوکہ دہی

کی وجہ سے سیدہ کو بی اور ماتم وغیرہ شروع کر دیتے ہیں اور اپنے جسم اور جسم کے بالوں کو نوچنا اور اپنے گریبانوں کو چاک کرنا اپنا علاج سمجھتے ہیں اور پاؤں بلند نوحہ کرنے اور آواز دہکنے 'واویلا کرنے میں اپنی شفا تصور کرتے ہیں حالانکہ یہ تمام چیزیں اسلام میں ممنوع اور حرام ہیں لیکن اس کے باوجود بھی بعض لوگ انہی میں اپنی شفا سمجھتے ہیں۔ اور اس کو اپنے لئے باعث افتخار اور خاص شعار سمجھتے ہیں۔ درحقیقت یہ سب کچھ اسلام سے دوری اور پہلو تہی کا نتیجہ ہے اور پھر اس انسان پر جس کی موت بھی شہادت کی موت ہو اور اس پر مستزاد یہ کہ اس کو دنیاوی میں جنت کی بشارت مل چکی ہو اور بشارت بھی اس درجہ کی کہ کسی اور کے نصیب بھی نہ ہو اور پھر اس انسان پر جس نے اپنی تمام زندگی خرافات کے قلع قمع کرنے میں گزاری ہو اور مرتے دم بھی زبان پر ان کے خلاف ہی الفاظ ہوں اس کی موت پر ایسا کرنا کسی منصف مزاج انسان کے نزدیک اس کے ساتھ محبت و الفت کا طریقہ نہیں ہو سکتا بلکہ عدل و انصاف کے منافی اور اس پر زیادتی ہے۔ جبکہ ان سے محبت کا تقاضا تو یہ ہے کہ ہم وہ کام کریں جو وہ کرتے تھے۔ بقول شاعر

لو كنت صادقا في حبه لاطلعت

لان المحب لمن يحب مطيع

اگر تجھے اپنے محبوب سے سچی محبت ہوتی تو اس کی باتیں ماننا کیونکہ محبت کرنے والا اپنے محبوب کا اطاعت گزار ہوتا ہے۔

محترم قارئین! اگر ہماری محبت واقعی سچی اور مبنی بر غلو ہے تو چاہئے کہ ان کی باتیں مانی جائیں۔ وہ کام کئے جائیں جو وہ پسند کرتے تھے۔ نماز سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی محبوب ترین چیز تھی۔ انہوں نے ساری زندگی باقاعدگی سے نماز ادا کی۔ نماز ترک کرنا تو درکنار کبھی نماز کی ادائیگی میں ذرا سی سستی دکھائی کا مظاہرہ بھی نہیں کیا نہ کسی سے دھوکہ کیا 'انہوں نے داڑھی بھی سنت کے مطابق رکھی ہوئی تھی۔ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ تقویٰ کے اعلیٰ معیار پر فائز تھے۔ خشیت الہی ان میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی غرضیکہ انہوں نے زندگی بھر اللہ اور اس کے رسول ﷺ

نوٹ: مندرجہ بالا مضمون اردو مجلس سائٹ سے ماحوذ ہے جسکو افادہ عام کیلئے اسلام باؤس سائٹ کی طرف سے نظر ثانی کر کے پیش کیا جا رہا ہے۔